جلد ۲۹ | ۱۱ شہادت ۱۳۲۰ ہش | ۱۳ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ | ۱۱ اپریل ۱۹۴۱ء | نمبر ۸۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

حکومتِ برطانیہ کی کامیابی کے لئے دُعا کی تحریک

موجودہ جنگ میں انگریزوں سے تعاون کرنا مذہبی اور سیاسی لحاظ سے نہایت ضروری ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایداللہ تعالےٰ

فرمودہ ۴ ماہ شہادت ۱۳۲۰ ہش مطابق ۴ اپریل ۱۹۴۱ء

مرتبہ:- مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سُورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
میں نے پچھلے سے پچھلے جمعہ کے موقع پہ یہ کہا تھا۔ کہ علاوہ اُس

دُعا کی تحریک

میں حصہ لینے کے جو حکومت کی طرف سے کی گئی ہے۔ اور جس کے لئے اُس نے اتوار کا دن مقرر کیا ہے۔ ہم چونکہ مسلمان ہیں۔ اور اتوار کا دن ہمارے لئے وُہ اہمیت نہیں رکھتا۔ جو جمعہ کا دن رکھتا ہے۔ اس لئے ہم اپنے طور پر بھی دُعا کے لئے جمعہ کا کوئی دن مقرر کریں گے۔

اتوار کا دن عیسائیوں اور ہندوؤں کا مذہبی تہوار

ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم مسلمان جو اپنے مذہب کو اُن کے مذاہب سے فائق اور اعلےٰ سمجھتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ ہماری الہامی کتاب میں جمعہ کو برکت کا دن قرار دیا گیا ہے۔ اُن کے دامن کے ساتھ بندھے بندھے پھریں۔ اور جس دن کو وُہ متبرک قرار دیں۔ اُسی دن کو ہم بھی متبرک سمجھنے لگیں۔ خواہ اس قسم کی تحریک حکومت کی طرف سے ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ حکومت کے احکام بھی مذہب کے تابع ہوتے ہیں:۔

پس میں نے کہا تھا۔ کہ بے شک اس دن بھی دُعائیں مانگی جائیں۔ اور

حکومت سے تعاون

کرتے ہوئے جلسہ کر لیا جائے۔ مگر ہم اپنے طور پر بھی دُعا کے لئے جمعہ کا کوئی خاص دن مقرر کریں گے۔ چنانچہ میں نے تجویز کیا تھا۔ کہ جمعہ کے دن خصوصیت سے روزہ رکھنا چونکہ پسندیدہ امر نہیں۔ اس لئے آنے والے جمعہ یعنی آج کے جمعہ سے ایک دن پہلے جمعرات کو تمام دوست روزہ رکھیں۔ اور تہجد میں خاص طور پر ان فتن کے متعلق دُعائیں کریں۔ جو موجودہ جنگ میں پوشیدہ ہیں۔ اور نماز جمعہ کی آخری رکعت میں رکوع سے قیام کے وقت سب دوست اجتماعی طور پر دُعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان فتنوں سے دُنیا کو بچائے۔

اسلام اور احمدیت کو محفوظ رکھے

اور ہماری جماعت کو بھی ہر قسم کے شرور اور مفاسد سے محفوظ رکھ کر ترقی اور کامیابی عطا کرے۔ میں نے جیسا کہ پہلے بھی کئی دفعہ بیان کیا ہے۔ اور اُس دن بھی اختصاراً بیان کیا تھا۔ موجودہ فتنہ میں جہاں تک عقل کام کرتی ہے۔ اور جہاں تک حقائق ہمارا ساتھ دیتے ہیں انگریزی حکومت کی فتح اسلام اور احمدیت کے لئے زیادہ مفید نظر آتی ہے۔ کیا بلحاظ اس کے کہ انگریزی حکومت کے قوانین کے اندر یہ امر مخفی ہے۔ کہ لوگوں کو

مذہبی آزادی ملنی چاہیئے

اور کیا بلحاظ اس کے کہ اس وقت تک وہ ایک حد تک اس پر عمل بھی کرتی رہی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ اس نے اس کے خلاف کبھی عمل نہیں کیا۔ میرا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ اس نے کھلے بندوں مذہب میں کبھی دست اندازی نہیں کی۔ اس کے خلاف گو ہمیں واقعات پورے طور پر معلوم نہیں۔ تاہم میں نے ہٹلر کی کتاب پڑھی ہے۔ اور اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ

مذہب میں دست اندازی

کو جائز سمجھتا ہے۔ اگر یہ بات محض روایتوں تک محدود ہوتی۔ تو میں سمجھ لیتا۔ کہ ممکن ہے۔ یہ روایتیں غلط ہوں۔ یا ممکن ہے ان کے بیان کرنے میں مبالغہ آمیزی سے کام لیا گیا ہو۔ مگر اس بات کو کس طرح نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس نے خود اپنی کتاب مائنے کامف میں لکھا ہے۔ کہ ایسے مذہب کو کبھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ جس میں

تفصیلی شرعی قوانین

موجود ہوں۔ اور جو اس طرح عملاً حکومت کے ہاتھوں کو بند کرتا ہو۔ اور کہتا ہو۔ کہ یہ قانون بناؤ۔ اور وہ قانون نہ بناؤ جس کے صاف معنی یہ ہیں۔ کہ اسلام اور یہودی مذہب اور اسی طرح کے وہ تمام مذاہب جن میں ایسے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ جو انسانی زندگی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ہٹلر کے نزدیک قابل برداشت نہیں ہیں۔ بعض بے وقوف مسلمان بلکہ بعض نادان احمدی تک یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ صرف یہودیوں کا دشمن ہے۔ حالانکہ اس کا

یہود پر مظالم ڈھانا

کسی اور وجہ سے نہیں۔ بلکہ محض اس وجہ سے ہے۔ کہ ان کی ایک شریعت ہے اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ شرعی احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ پس یہ خیال کر لینا کہ وہ یہودیوں پر تو ظلم کرتا ہے۔ لیکن احمدیوں پر ظلم نہیں کرے گا۔ یا مسلمانوں پر وہ ظلم نہیں کرے گا۔ کمال درجہ کی حماقت ہے۔ اگر یہ صحیح ہے جیسا کہ اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ کوئی ایسا مذہب جس میں شریعت کی تفصیلات موجود ہوں۔ اور جو

حکومت کے قانون

کو مجبور کرتا ہو۔ کہ وہ فلاں حد تک رہے۔ اور اس حد سے آگے نہ بڑھے قطعی طور پر قابل برداشت نہیں۔ تو جب تک ہٹلر کا یہ خیال موجود ہے۔ جب تک جرمنی اس نظریہ پر قائم ہے۔ اس وقت تک احمدیوں یا مسلمانوں کا یہ خیال کر لینا کہ وہ کسی وقت نازی ازم کے ماتحت امن سے رہ سکتے ہیں یا فاشزم کے ماتحت امن سے رہ سکتے ہیں قطعی طور پر احمقانہ اور جاہلانہ خیال ہے۔ اور ہر شخص جو اس بات کو جانتے ہوئے نازیوں سے ہمدردی رکھتا ہے۔ وہ یا تو منافق ہے۔ یا پرلے درجہ کا جاہل اور احمق ہے۔ میں جانتا ہوں کہ قادیان میں بعض ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو

جرمنی سے ہمدردی

رکھتے ہیں۔ بلکہ میں اس امر کے اظہار میں بھی کوئی باک نہیں سمجھتا۔ کہ خود ہمارے خاندان میں بعض ایسے لوگ موجود بتائے جاتے ہیں۔ (میرا ذاتی علم نہیں) مگر ایسے تمام لوگوں کی نسبت میرا یقین ہے کہ یا تو وہ بے وقوفی سے اس خیال میں مبتلا ہیں۔ اور یا پھر وہ منافق ہیں۔ اور احمدیت کی نسبت انہیں اپنا نفس زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے۔ اور اپنے

گندے جذبات

کو وہ احمدیت پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں۔ ایک شخص ایک کتاب لکھتا ہے۔ اور وہ آج تک نازیوں کے مذہب کے طور پر شائع کی جاتی ہے۔ مائنے کامف اس کا نام ہے یعنی میری کوشش میری جدوجہد۔ میرے مقاصد۔ یا میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ اس کتاب میں وہ صاف طور پر لکھتا ہے۔ کہ یہودیوں کے متعلق لوگوں نے مجھے کئی رنگ میں غصہ دلانا چاہا۔ اور ان کے خلاف انہوں نے یہ بات پیش کی۔ وہ بات پیش کی۔ مگر میں ان سب باتوں کو رد کرتا چلا گیا۔ آخر جب میں نے دیکھا۔ کہ ان کا مذہب ایسا ہے جو اپنے اندر تفصیلی تعلیم رکھتا ہے۔ تو میں نے سمجھا۔ کہ بس یہ ایک بات ایسی ہے۔ جس کی وجہ سے یہودیت کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اگر ہم کوئی قانون بنائیں۔ اور وہ یہودی قانون سے ٹکرا جائے تو لازماً یہودی اپنی

شریعت کے قانون

کو مدنظر رکھیں گے۔ اور حکومت کے قانون کو نظر انداز کر دیں گے۔ اور یہ بات ایسی ہے۔ کہ جس مذہب میں بھی پائی جاتی ہو۔ اسے کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح یہ بات بھی اس کی نسبت بیان کی جاتی ہے۔ کہ ایسے مذہب کو بھی کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ جس کا مرکز کسی اور حکومت کے ماتحت ہو۔ یہ بات بھی ایسی ہے۔ جس کی

اسلام اور مسلمانوں پر زد

پڑتی ہے کیونکہ اسلام کا مرکز مکہ ہے۔ اور ہم اس بات کو کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ مکہ عیسائیوں کے ماتحت آ جائے یا ہٹلر کے ماتحت آ جائے۔ یا مسولینی کے ماتحت آ جائے۔ پس اگر کوئی باغیرت مسلمان مکہ کو آزاد رکھنا چاہیگا۔ تو وہ کسی صورت میں بھی اس حکومت سے تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ جس کا یہ عقیدہ ہو۔ کہ ایسے مذہب کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ جس کا مرکز کہیں باہر ہو۔

اسلام کا مرکز

تو بہرحال غیر حکومتوں کے دائرہ اثر سے ہمیشہ باہر رہے گا۔ جب تک کہ مسلمان بے غیرت اور بے حیا نہیں بن جاتے۔ ہاں اگر اسلام اور قرآن کی محبت ان کے دلوں میں نہ رہی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال کی عظمت ان کے دلوں سے اٹھ گئی۔ اور انہوں نے اپنے مونہوں سے بے شرم اور بے حیا بن کر کہہ دیا۔ کہ ہم

ہٹلر کے ماتحت

ہی رہنا چاہتے ہیں۔ اور اگر اسے ہمیں اپنے ماتحت رکھنے میں کوئی اعتراض ہے۔ تو بے شک مکہ پر قبضہ کرے۔ یا ہم مسولینی کے ماتحت ہی رہنا چاہتے ہیں۔ اور اگر اسے ہمیں اپنے ماتحت رکھنے میں کوئی اعتراض ہے تو بے شک مکہ پر قبضہ کرے۔ جس دن ایسے بے حیا اور

بے غیرت مسلمان

پیدا ہو جائیں گے۔ اس دن وہ بے شک مکہ پر قبضہ کر سکے گا۔ لیکن جب تک مسلمانوں کی غیرت اس امر کو برداشت نہیں کرے گی۔ اس وقت تک اگر ان میں ذرا بھی عقل کا مادہ ہوا۔ تو وہ فیسی ازم یا نازی ازم کو کبھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے ؛؛

مدینۃ المسیح

قادیان ۹ شہادت ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ساڑھے آٹھ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضور کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو نسبتاً آرام ہے۔ حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو پیچش اور کان کے درد کی شکایت ہے صحت کے لئے دعا کی جائے۔

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور سید اعجاز احمد صاحب تبلیغی دورہ سے واپس آ گئے ہیں ؛

مولوی عبد الغفور صاحب کو ہانسی اور مولوی ابو العطاء صاحب کو حصار۔ فتح آباد کی طرف بسلسلہ تبلیغ بھیجا گیا ہے ؛

انسانی خیالات بدلتے رہتے ہیں

اگر کوئی شخص یہ ثابت کر دے - کہ ہٹلر نے اب ان خیالات سے توبہ کر لی ہے تو ہم بھی اپنی اس رائے کو بدل لینگے لیکن بغیر اس کے کہ کسی کو ذاتی علم یا دلائل کی بناء پر یہ دعوے ہو - کہ ہٹلر ان خیالات کا مؤید نہیں - اگر کوئی مسلمان یا احمدی ان واقعات کی موجودگی میں ہٹلر سے ہمدردی رکھتا ہے - تو میں یقیناً کہہ سکتا ہوں - کہ وہ یا تو پرلے درجہ کا احمق ہے - اور یا پھر پرلے درجہ کا منافق انسان ہے ؛

باوجود اس کے کہ گذشتہ چھ سات سال سے پنجاب میں بعض انگریز افسروں کے ہمارے ساتھ اچھے تعلقات نہیں باوجود اس کے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ شدید بے انصافیاں کی ہیں - اور باوجود اس کے کہ انہوں نے ہمیں نقصان پہونچانے کی پوری پوری کوشش کی ہے - میں اُس قسم کی حماقت کا ارتکاب نہیں کر سکتا - جس کے متعلق کہا جاتا ہے - کہ پرائے شگون میں اپنا ناک کٹوانا ؛

ہندوؤں میں یہ رواج ہے - کہ بعض قسم کی عورتیں اگر نکاح یا شادی یا زچگی کے موقعہ پر آجائیں - تو وہ بُرا مناتے اور اسے اپنے لئے بدشگونی سمجھتے ہیں مثلاً جس عورت کا بچہ تازہ مرا ہوا ہو - اگر وہ زچگی کے ایام میں کسی دوسرے کے گھر ایسی تقریب میں چلی جائے - تو اسے منحوس خیال کیا جاتا ہے - اسی طرح اگر شادی بیاہ کے موقعہ پر کوئی نکٹی عورت آجائے - تو اسے بھی وہ اپنی نحوست کی علامت سمجھتے ہیں - اسی رواج کے متعلق کہا جاتا ہے - کہ ایک احمق عورت تھی - اُس کی کسی دوسری عورت سے لڑائی ہوگئی - اتفاقاً چند دنوں کے بعد دوسری عورت کے ہاں کوئی شادی کی تقریب آگئی - اس نے سوچا - کہ

بدلہ لینے کا طریق

یہ ہے - کہ میں اپنا ناک کٹوا کر اس کی شادی میں چلی جاؤں - تاکہ اس کی بدشگونی ہو - چنانچہ اس نے اپنا ناک کٹوا دیا - اور دوسری کے ہاں چلی گئی - اب بے شک اس کی دوسری عورت کے ساتھ لڑائی تھی - مگر دُشمن عورت کے دل میں نحوست کا احساس پیدا کرنے اور اپنا ناک کاٹ دینے میں بھلا کوئی بھی نسبت تھی - بے شک اس عورت کو بھی صدمہ ہوا ہوگا جس کے ہاں یہ نکٹی عورت گئی ہوگی - مگر اس عورت کو اپنا ناک کاٹ کر جو نقصان پہونچا - وہ اس سے ہزاروں درجے بڑھ کر تھا ؛

پس بے شک ہمارا حکومتِ پنجاب سے جھگڑا ہے - مگر ہم ایسے احمق نہیں - کہ دوسروں کی بدشگونی میں ہم اپنا ناک کاٹ لیں - اس میں کوئی شبہ نہیں - کہ ہمیں حکومت سے شکایات ہیں - اس میں کوئی شبہ نہیں - کہ ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اس نے ہم پر ظلم کیا - اس میں کوئی شبہ نہیں - کہ ہم یہ یقین رکھتے ہیں - کہ اس نے دُشمن کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف قدم اُٹھایا - اور یہ سب امور یقینی اور قطعی ہیں - اور ہمارے پاس ایسے واضح ثبوت موجود ہیں - کہ اگر ہم دُنیا کے کسی ایسے جج کے سامنے ان کو رکھیں جس کا نہ ہمارے ساتھ تعلق ہو - اور نہ انگریزوں کے ساتھ تعلق ہو - تو نوے فیصدی مجھے یہی یقین ہے - کہ وہ ہمارے حق میں فیصلہ دے گا - ان کی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں - ان کے بیانات ہمارے پاس موجود ہیں -

عدالتوں کے فیصلے

ہمارے پاس موجود ہیں - کئی تصاویر ہمارے پاس موجود ہیں - جن سے ان کا جُرم ثابت ہوتا ہے ؛

غرض اللہ تعالٰے کے فضل سے ایسے رنگ میں ہم نے حکومت کے کارندوں کا اس وقت مقابلہ کیا - کہ ہمارے پاس ایسا قطعی اور یقینی مواد جمع ہو چکا ہے - کہ اگر کسی منصف مزاج جج کے سامنے اس تمام ریکارڈ کو رکھا جائے - تو وہ یقیناً ہمارے حق میں ہی فیصلہ کرے گا - یہ الگ بات ہے - کہ انگریزی عدالتوں میں ہمارے خلاف فیصلہ ہو - یہ تو ایسی ہی بات ہے - جیسے کہتے ہیں " آپے ہیں رجّی پُجّی آپے میرے بچّے جیون "

لیکن میں سمجھتا ہوں - اگر مثلاً کسی سمجھدار امریکن کے سامنے وہ تمام واقعات رکھ دیئے جائیں - تو وہ ہمارے حق میں ہی فیصلہ دے گا - لیکن باوجود اس کے یہ مخالفتیں اُس عظیم الشان نتیجہ کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں - جو اس جنگ سے وابستہ ہے اس جنگ میں یہ خواہش کرنا کہ انگریزوں کو سزا مل جائے - ایسا ہی ہے - جیسے

پرائے شگون میں اپنا ناک کٹوا لیا جائے

اور یا پھر یہ حرکت ویسی ہی ہوگی - جیسے بعض لوگ اپنے بچے کو مار کر دُشمن کے گھر میں پھینک دیتے ہیں - تا یہ ثابت ہو - کہ ان کے بچّہ کو دُشمن نے مارا ہے پس باوجود ان تمام باتوں کے جاننے کے میں سمجھتا ہوں - کہ اس وقت ہمیں

انگریزوں سے ہمدردی

ہونی چاہیئے - اور اُن کی کامیابی کے لئے ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے - جو شخص ان باتوں میں مجھ سے زیادہ غیرت مند ہونے کا دعوے رکھتا ہو - وہ غیرت مند نہیں - بلکہ پھپھا کُٹنی کہلانے کا مستحق ہے کیونکہ مثل مشہور ہے " ماں سے زیادہ چاہے پھپھا کُٹنی کہلائے " جو شخص اس خلیفہ سے زیادہ جماعت کے متعلق غیرت کا مدعی ہے - جس نے ہر قسم کے خطرے کا مقابلہ کیا - جس نے رات اور دن اس جنگ میں حصّہ لیا - اور جس نے جماعت کی عزت اور اس کے وقار کو قائم کرنے کے لئے ہر طرح کی تکلیف اٹھائی اُسے ہم ایک کُٹنی تو کہہ سکتے ہیں - مگر غیرت مند نہیں کہہ سکتے - آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے - کہ کام تو سب میں نے کیا ہو - اور سلسلہ سے محبت کا دعوے اُسے ہو - اگر ایسا انسان یہ کہتا ہے کہ وہ سلسلہ کی بڑی غیرت رکھتا ہے اس لئے وہ حکومت سے تعاون نہیں کر سکتا - تو میں اُسے کہوں گا - کہ تم بڑی کُٹنی ہو - اگر ان واقعات پر غیرت آ سکتی تھی - تو مجھے آنی چاہیئے تھی - نہ کہ تم کو ؛

غرض میرے نزدیک اگر کوئی شخص سچّا احمدی ہے - اور وہ اسلام سے دلی محبت رکھتا ہے - منافق یا احمق نہیں تو اس کے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں - کہ وہ جس حد تک ہو سکے - کوشش کرے - کہ موجودہ جنگ میں

انگریزوں کو فتح اور کامیابی

حاصل ہو ؛

میں نے بتایا ہے - کہ عقلاً اور سیاستاً میں یہی سمجھتا ہوں - کہ مسلمانوں کا بلکہ ہندوستان میں رہنے والی تمام اقوام کا فائدہ انگریزوں کی فتح میں ہے مجھ سے ایک دفعہ ایک سیاسی آدمی نے سوال کیا - وہ سوال ایسا ہے - جو اور بھی کئی لوگوں نے مجھ سے پوچھا ہے حتٰی کہ بعض احمدیوں نے بھی دریافت کیا ہے - مگر یہ دوست جن کا میں ذکر کرنے لگا ہوں - سکھ تھے - انہوں نے مجھ سے سوال کیا - کہ کیا آپ انگریزوں سے ہمدردی رکھتے ہیں؟ میں نے کہا - ہاں وہ کہنے لگے اس کی کیا وجہ ہے - میں نے کہا - آپ کے لئے تو اتنی وجہ ہی کافی ہو سکتی ہے کہ انگریزی قوم اب بوڑھی ہو چکی ہے یہ لوگ آج نہیں - تو کل گئے - لیکن اگر ہندوستان پر حکومت کرنے کے لئے کوئی اور جوان قوم آگئی - اور اس نے ہندوستان پر قبضہ کر لیا - تو وہ کم از کم پچاس ساٹھ بلکہ مزید سو سال تک ہندوستانیوں کو اپنی غلامی کے اندر رکھے گی - اور ہندوستانی اپنے

حقوق کے حاصل کرنے کی جدّ و جہد

میں بہت پیچھے رہ جائیں گے - یہ بات سُنکر انہوں نے میرے سامنے اُس وقت یہی کہا - کہ آپ کی یہ بات مجھے معقول معلوم ہوتی ہے - اسی طرح اور کئی دوستوں نے وقتاً فوقتاً مجھ سے یہ سوال کیا ہے اور میں ہمیشہ انہیں یہی کہا کرتا ہوں کہ کوئی اول درجہ کا احمق ہی یہ خیال کر سکتا ہے کہ اٹلی اور جرمنی والے اگر جیت گئے - تو وہ ہندوستانیوں سے کہدینگے - کہ تم اپنی جگہ خوش رہو اور ہم اپنی جگہ خوش ہیں - آجتک گورنمنٹوں نے کبھی ایسا نمونہ نہیں دکھایا - اور ناممکن ہے - کہ وہ ایسا نمونہ دکھا سکیں - یقیناً اگر جرمنی اور اٹلی والے جیت گئے تو جتنے ممالک پر وہ قبضہ کر سکتے ہیں -

ان پر وہ قبضہ کرلیں گے۔ اور پھر ان کا قبضہ نئے سرے سے اور نئے اصول کے ماتحت ہوگا۔ جیسے انگریزوں نے جب ہندوستان پر قبضہ کیا۔ تو انہوں نے یہاں کے لوگوں پر بڑی بڑی سختیاں کیں اور جب غصہ نکل گیا۔ تو اعتدال پر آئے ورنہ غدر کے بعد انگریزوں نے جو جو کارروائیاں کی ہیں۔ ان کا ذکر سنکر انسان کانپ اٹھتا ہے۔ اس وقت کے کئی

چشم دید واقعات

کا ذکر میں نے بھی سنا ہے۔ ہمارے اپنے پڑنانا کا حال ہماری نانی صاحبہ سنایا کرتی تھیں۔ کہ غدر کے دنوں میں وہ سخت بیمار تھے۔ ایک دن اچانک انگریزی فوج کے بعض سپاہی مکان کے اندر گھس آئے۔ اور ان میں سے ایک نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس شخص کو بھی میں نے لڑتے دیکھا ہے۔ وہ بیچارے گھبرا کر کھڑے ہوئے تو ان سپاہیوں نے وہیں گولیوں سے ان کو مار ڈالا۔ تو ہم کب کہتے ہیں۔ کہ انگریزوں نے ظلم نہیں توڑے۔ انگریزوں نے

غدر کے بعد

ایسے ایسے ظلم توڑے ہیں۔ کہ ان کا ذکر سنکر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہماری نانی کے والد جو ایک دن بھی لڑائی کے لئے باہر نہیں گئے تھے۔ محض اس بناء پر کہ ایک شخص نے کہہ دیا۔ کہ میں نے انہیں بھی لڑتے دیکھا تھا۔ گولیوں سے مار دیئے گئے اسی طرح کے اور بیسیوں واقعات ہیں۔ کوئی شخص دلی چلا جائے۔ اور پرانے لوگوں سے سنے۔ تو اسے فوراً معلوم ہو جائے گا کہ کس قسم کے دردناک واقعات لوگوں کی زبانوں پر ہیں ؂

تو جب کوئی قوم کسی ملک کو فتح کرتی ہے۔ تو اپنی فتح کے نشہ میں وہ بڑی بڑی سختیاں کرتی ہے۔ پھر فردوسکے علاوہ اس قوم کو یہ ڈر بھی ہوتا ہے۔ کہ اگر مفتوحین کو جلد کچلا نہ گیا۔ تو ممکن ہے۔ یہ پھر بغاوت کر دیں۔ گویا ان کے قلوب میں اطمینان نہیں ہوتا۔ اور

ہر وقت بغاوت کا خطرہ

رہتا ہے۔ اس لئے وہ حد سے زیادہ مظالم ڈھاتے۔ اور بڑی بڑی سختیاں لوگوں پر کرتے ہیں۔ لیکن جو حکومت دیر سے قائم ہو وہ لوگوں کی عادات سے آگاہ ہوتی ہے۔ اس لئے وہ زیادہ سختی سے کام نہیں لیتی۔ مثلاً انگریز اب گاندھی جی کو خوب جانتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ فلاں مواقع پر یہ مقابلہ کرتے ہیں۔ اور فلاں مواقع پر نہیں کرتے اس لئے وہ ان کے مقابلہ میں سختی کا طریق اختیار نہیں کرتے۔ لیکن اگر نئی حکومت ہو۔ اور اس کے ماتحت کوئی شخص اس قسم کی حرکات کرے۔ تو وہ فوراً کہے گی۔ کہ اس شخص کو مار ڈالو۔ کیونکہ اس سے ملک میں بغاوت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی زبان ہلائیگا فوراً حکومت کے ارکان کہیں گے۔ کہ اب اس کے قتل کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔ جیسے اٹلی نے جب

لیبیا پر قبضہ

کیا تو اس نے بڑے بڑے ظلم کئے عرب لوگ ان مظالم کو کثرت سے بیان کیا کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ اٹلی نے لیبیا پر قبضہ کرنے کے بعد ہزاروں آدمی بلا وجہ مروا ڈالے۔ اور بعض دفعہ لوگوں پر اپنی حکومت کا رعب جمانے کے لئے گھروں کے دروازوں پر لوگوں کو پھانسی پر لٹکا دیا جاتا۔ حالانکہ ان کا کوئی قصور نہیں ہوتا تھا۔ تو ہر قوم جس کی بنیاد مذہب پر نہیں۔ ملکوں کے فتح کرنے کے بعد اسی قسم کے مظالم کیا کرتی ہے۔ آخر دنیا میں

ہزاروں سال کی تاریخ

موجود ہے تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کو چھوڑ کر یا ایک دو اور بادشاہوں کو مستثنیٰ کرکے بتاؤ تو سہی کہ کسی قوم نے کسی ملک پر غلبہ حاصل کیا ہو۔ اور اس نے وہاں ظلم و ستم کا بازار گرم نہ کر دیا ہو۔ توراۃ پڑھ کر دیکھ لو۔ وہاں بھی یہی احکام ہیں۔ کہ "جبکہ خداوند تیرا خدا انہیں تیرے حوالے کرے تو تو انہیں مار لیو۔ اور حرم کیجو۔ نہ تو ان سے کوئی عہد کریو۔ اور نہ ان پر رحم کریو۔ . . . . . تم ان کے مذبحوں کو ڈھا دو۔ ان کے بتوں کو توڑو۔ ان کے گھنے باغوں کو کاٹ ڈالو۔ اور ان کی تراشی ہوئی مورتیں آگ میں جلا دو۔" (استثنا ۷/۲ تا ۶) اسی طرح لکھا ہے۔

"جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضے میں کر دے۔ تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر۔ . . . اور جو کچھ اس شہر میں ہو۔ اس کا سارا لوٹ اپنے لئے لے۔" (استثنا ۲۰/۱۳ تا ۱۴) غرض جب کوئی قوم فاتح ہو تو وہ یہی کچھ کیا کرتی ہے۔ اور میں تو نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کون ایسا احمق ہے۔ جو باوجود اس کے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے وضاحت سے فرما دیا ہے۔ کہ ان الملوک اذا دخلوا قریۃً افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ (النمل ع ۳) یعنی دستور اور قانون یہی ہے کہ جب کسی ملک میں نئے بادشاہ آتے ہیں۔ تو معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ پھر بھی وہ یہی کہے کہ ہمیں حکومت میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ دنیا میں

دو قسم کی تبدیلیاں

ہوا کرتی ہیں۔ ایک اندرونی تبدیلی ہوتی ہے۔ اور ایک بیرونی تبدیلی۔ اندرونی تبدیلی کا مطالبہ تو ہمارا حق ہے۔ اور ہم خود کہتے ہیں۔ کہ انگریزوں نے بہت عرصہ حکومت کر لی ہے۔ اب ہندوستانیوں کو بھی حکومت کے اختیارات ملنے چاہئیں لیکن یہ کہنا کہ انگریز چلے جائیں۔ اور جرمن آجائیں یہ قرآن کریم کی اس تہدید کو نظر انداز کرنا ہے۔ کہ ان الملوک اذا دخلوا قریۃً افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ یہ خدائی قانون ہے۔ جو کبھی نہیں بدل سکتا۔ سوائے اس کے کہ داخل ہونے والا دنیوی اصطلاح میں ملک نہ ہو۔ جیسے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا آپ کے خلفاء تھے۔ وہ

روحانی بادشاہ

تھے۔ دنیوی اصطلاح میں ملک نہیں تھے اسی طرح دو چار اور لوگ جنہیں بطور استثناء پیش کیا جا سکتا ہے۔ وہ گو بادشاہ کہلاتے ہوں۔ مگر وہ ان معنوں میں بادشاہ نہیں تھے۔ جن معنوں میں دنیادار بادشاہ ہوتے ہیں۔ بلکہ درحقیقت وہ خدا تعالےٰ کے نیک بندے تھے۔ چنانچہ ساری یورپین تاریخ میں صرف ایک مثال ایسی نظر آتی ہے۔ اور وہ مثال بھی ایسی ہے۔ جس میں فاتح نے غیر قوموں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ظلم سے نہیں بچایا۔ بلکہ اپنی قوم کے ہی ایک حصہ کے مقابلہ میں اس نے عفو اور درگزر کا سلوک کیا۔ یہ مثال

ابراہیم لنکن

کی ہے۔ جو امریکہ کا پریذیڈنٹ تھا۔ اس کے عہد حکومت میں ایک دفعہ یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ کے ایک حصہ نے دوسرے حصہ کے خلاف بغاوت کر دی۔ جب شمالی یونائیٹڈ سٹیٹس نے جنوبی یونائیٹڈ سٹیٹس پر فتح پالی۔ اور وہ ایک فاتح کی حیثیت میں داخل ہونے لگا۔ تو جرنیلوں نے فتح کا مظاہرہ کرنے کی بہت بڑی تیاری کی ہوئی تھی اور ان کی تجویز تھی۔ کہ بینڈ بجاتے ہوئے ہم شہر میں داخل ہوں گے۔ مگر جب ابراہیم لنکن نے ان انتظامات کو دیکھا تو اس نے اپنے جرنیلوں کو ڈانٹ دیا۔ اور کہا کہ کیا یہ خوشی کا مقام ہے۔ کہ امریکنوں نے امریکنوں کو قتل کیا ہے۔ لڑائی تو ہمیں مجبوراً کرنی پڑی تھی۔ ورنہ اپنی قوم کا خون بہانا کوئی پسندیدہ بات نہیں ہو سکتی۔ پھر اس نے اپنے جرنیلوں سے کہا۔ کہ تم پیچھے کھڑے رہو۔ میں اکیلا شہر میں داخل ہوں گا۔ چنانچہ وہ اکیلا شہر میں داخل ہوا۔ اور باغی فوج کے افسر کے دفتر میں جا کر اس کے ڈیسک پر سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی دیر پُرنم آنکھوں کے ساتھ دعا میں مشغول رہ کر اٹھ کھڑا ہوا یہ تمام یورپین تاریخ میں

صرف ایک مثال ہے

جہاں فاتح نے مفتوح کو ذلیل کرنیکی کوشش نہیں کی

لیکن محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے آپ نے جب مکہ فتح کیا۔ تو باوجود اس کے کہ کفار مکہ سالہاسال تک آپ کو اور آپ کے صحابہؓ کو سخت سے سخت تکالیف پہنچاتے رہے تھے۔ آپ نے ان سب سے کہہ دیا کہ

لاتثریب علیکم الیوم

جاؤ میں تم پر کوئی گرفت نہیں کرتا۔ پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا عفو و درگذر یہیں تک محدود نہیں۔ بلکہ آپ نے ایک دفعہ صحابہؓ سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ تمہارے ہاتھ پر مصر کو فتح کرے گا۔ جب تم فاتحانہ حیثیت میں اس میں داخل ہو تو اس وقت تم اس بات کو یاد رکھنا کہ تمہاری دادی ہاجرہؓ مصر کی تھی۔ اب کہاں حضرت ہاجرہؓ کا زمانہ اور کہاں صحابہؓ کا زمانہ۔ مگر اتنی دوری کے باوجود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ہدایت فرمائی کہ تم اس تعلق کی بنا پر مصر کے لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ تم خود ہی سوچ کر کیا تمہیں کبھی اپنے پردادا کا خیال آیا؟ کبھی نکڑدادا کے متعلق تمہارے دل میں محبت کا کوئی جذبہ پیدا ہوا؟ بھلا آدمؑ کا ذکر سن کر کیا تمہارے دل میں ویسا ہی جذبۂ محبت پیدا ہوتا ہے۔ جیسے اپنے باپ یا دادا کا ذکر سن کر پیدا ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ اس لئے اور نبیوں کی طرح تم ان سے بھی محبت رکھو۔ مگر جس طرح اپنے باپ یا دادا سے انسان کو محبت ہوتی ہے۔ ویسی محبت تمہارے دل میں حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق پیدا نہیں ہوتی۔ باوجود اس کے کہ انسانی نسل کے لحاظ سے حضرت آدم علیہ السلام تمہارے دادا ہیں۔ تمہیں کبھی ان کا ویسا خیال نہیں آیا جیسے اپنے باپ یا دادا کا خیال آجاتا ہے تمہارے دل میں ان کا نام سن کر صرف ایسے ہی جذبات پیدا ہوتے ہیں جیسے حضرت کرشنؑ یا حضرت رام چندرؑ کا نام سن کر پیدا ہوتے ہیں۔ مگر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بائیس ۲۲ سو سال پہلے کی دادی ہاجرہؓ کا ذکر کر کے اپنے صحابہؓ کو نصیحت فرماتے ہیں کہ دیکھنا

اہل مصر سے نرم سلوک کرنا

تو اس قسم کا نمونہ دکھانا انبیا کا ہی کام ہوتا ہے۔ ورنہ عام دستور دنیا کے بادشاہوں کا یہی ہے۔ کہ جب وہ کسی ملک میں فاتح بن کر داخل ہوتے ہیں۔ تو بڑے بڑے ظلم کرتے۔ اور ہزاروں لوگوں کو بے دریغ قتل کر دیتے ہیں۔

پس ان واقعات کے ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ انگریزوں کی شکست ہمارے لئے فائدہ رکھتی ہے۔ اور ہندوستان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ تو یہ بڑی بیوقوفی کی بات ہو گی۔ سیاسی طور پر نئی حکومتیں اس بات پر مجبور ہوتی ہیں۔ کہ وہ لوگوں سے سختی کریں۔ اور اس وقت حالات میں ایسا تغیر اور قلوب میں ایسی بے اطمینانی ہوتی ہے کہ چھوٹی چھوٹی بات پر وہ بڑی بڑی سخت سزا دے دیتی ہیں۔ اور مذہبی لحاظ سے میں نے بتایا ہے کہ ہٹلر نے جو اعتقاد اپنی کتاب مائنے کامیف میں بیان کیا ہے وہ ایسا خطرناک ہے کہ اس کی موجودگی میں اسلام اور احمدیت اور ہٹلر کی آپس میں کبھی صلح نہیں ہو سکتی۔ وہ اپنے خیالات کو بدل لے تو اور بات ہے۔ پھر ہمیں انگریزوں اور ہٹلر میں کوئی فرق دکھائی نہیں دے گا۔ بلکہ ہٹلر انگریزوں سے ہمیں زیادہ بہتر نظر آئے گا۔ کیونکہ انگریز عیسائی ہیں۔ اور ہٹلر اور اس کے ساتھی لامذہب اور ان سے

جلد اسلام قبول کرنے کی امید

کی جا سکتی ہے۔ مگر موجودہ صورت حالات میں تو اس کا عقیدہ ایسا خطرناک ہے کہ اس کی موجودگی میں ہماری اس سے صلح ہو ہی نہیں سکتی۔

پھر میرے لئے تو اس کا

عملی ثبوت

موجود ہے۔ مجھے کثرت سے اللہ تعالےٰ نے رویاء دکھائی ہیں۔ جن سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ اس وقت تک موجودہ جنگ میں اللہ تعالےٰ انگریزوں کے حق میں ہے۔ ممکن ہے وہ کل انگریزوں کی کسی حرکت پر ناراض ہو جائے۔ مگر اس وقت تک مجھے جو رویاء ہوئی ہیں۔ ان سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ انگریزوں کے ساتھ ہے۔ مثلاً مجھے یہ دکھایا جانا کہ

میرے سپرد انگلستان کی حفاظت کا کام کیا گیا ہے

اور میں رویاء میں ہی برطانیہ کی کامیابی کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ بتاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اسلام اور احمدیت کے لئے انگریزوں کی فتح کو مفید سمجھتا ہے۔ اب احمدی یا تو یہ سمجھیں کہ یہ خوابیں میں نے جھوٹے طور پر بنالی ہیں۔ اور اگر وہ یہ سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔ تو انہیں اپنے خیالات کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ مجھے متواتر خوابیں آئی ہیں۔ اور متواتر بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس وقت انگریزوں کے حق میں ہے۔ مثلاً وہی خواب جس میں مجھے امریکہ سے اٹھائیس سو جہاز بھیجے جانے کی خبر دی گئی تھی بتا رہا ہے کہ الٰہی منشا کیا ہے۔ اسی طرح خواب میں یہ سن کر کہ انگلستان خطرہ میں ہے میرا گھبرا جانا۔ اور پھر اس آواز کا آنا کہ یہ چھ مہینے پہلے کی بات ہے۔ اور پھر عین چھ ماہ کے بعد انگریزوں کی متواتر تائید اور نصرت ہوتے چلے جانا اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ اس وقت تک اللہ تعالےٰ انگریزوں کے ساتھ ہے

یہ خوابیں ہیں جو گذشتہ عرصہ میں مجھے متواتر آئیں۔ اب ان کے خلاف مبائع ہوتے ہوئے وہی شخص طریق اختیار کر سکتا ہے۔ جو اوپر سے تو مبائع ہو۔ اور اندر سے منافق ہو۔ ورنہ جو شخص سچی بیعت کرنے والا ہے وہ تو ان خوابوں کی صداقت میں ایک لمحہ بھر کے لئے بھی شک نہیں لا سکتا۔ بلکہ اس میں سچی بیعت کا بھی سوال نہیں۔ ایک ہندو، ایک عیسائی۔ اور ایک سکھ بھی جو اپنے اندر تعصب کا مادہ نہیں رکھتا۔ ان خوابوں پر غور کر کے سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ مگر وہ احمدی جو میری بیعت میں شامل ہیں انہیں تو ان خوابوں کی سچائی پر ایسا ہی یقین ہونا چاہیئے۔ جیسے سورج اور چاند پر یقین ہوتا ہے۔

پس ان تمام حالات میں کیا مذہبی لحاظ سے اور کیا سیاسی لحاظ سے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم پورے طور پر انگریزوں کی مدد کریں۔ ہمارے مقامی افسروں سے جو جھگڑے ہیں۔ وہ اس عرصہ میں یا تو طے ہو جائیں گے۔ اور اگر طے نہ ہوئے تو لوگ کہتے ہیں ع

یار زندہ صحبت باقی

لڑائی کے بعد ہم پھر اپنے حقوق کا سوال پیدا کر دیں گے۔ مگر موجودہ صورت حالات ایسی ہے کہ میں خیال کرتا ہوں۔ اگر اس جنگ کے دوران میں انگریز حکام ہماری مذہبی آزادی میں بھی دست اندازی کریں جیسا کہ مجھے

بعض حکام کی نیتوں کے بارہ میں خوف

ہو رہا ہے کہ وہ ایسا کریں گے۔ تب بھی ہم ان کی اس دست اندازی کو برداشت کریں گے۔ ہاں جنگ کے بعد ہم ان سے قطع تعلق کر لیں گے۔

پس میرے نزدیک اگر اس وقت وہ ہماری مذہبی آزادی میں بھی دخل اندازی کریں (ایسی دخل اندازی نہیں جس سے ہمیں اپنا مذہب چھوڑنا پڑے) تو ہم اس کو برداشت کریں گے۔ البتہ جنگ کے بعد اپنے مذہب کی تائید میں شریعت کے قوانین کے اندر رہ کر ہمارا جو بس چلے گا ہم کریں گے۔ لیکن اگر یہ صورت نہ ہو۔ اور وہ ہمارے مذہب میں کسی قسم کی دست اندازی نہ کریں۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ باوجود ان کی کئی قسم کی مخالفتوں کے ہمارا مذہبی۔ سیاسی۔ اور اخلاقی فرض یہ ہے کہ ہم اگر مال کے ساتھ انگریزوں کی مدد کر سکتے ہوں تو مال کے ساتھ مدد کریں زبان کے ساتھ مدد کر سکتے ہوں۔ تو زبان سے مدد کریں

قلم سے مدد کر سکتے ہوں تو قلم سے مدد کریں۔ وقت کی قربانی کر کے مدد کر سکتے ہوں تو وقت کی قربانی کر کے مدد کریں اور اس طرح ایسا ماحول پیدا کر دیں جو انگریزوں کی فتح کا موجب بن جائے۔

کل میری ہدایت کے ماتحت قادیان میں بھی دوستوں نے روزہ رکھا ہے اور باہر کی جماعتوں نے بھی روزے رکھے ہونگے۔ قادیان میں میں نے گنتی کرائی تھی جس سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ قادیان کے

چار پانچ سو آدمیوں نے روزہ رکھا تھا

میں سمجھتا ہوں دنیا میں شاید ہی کسی اور جگہ حکومت برطانیہ کی کامیابی کے لئے اتنے لوگوں نے ایک دن روزہ رکھا ہو اور اللہ تعالےٰ سے دعائیں کی ہوں۔ مگر میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ قادیان کی آبادی کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے بہت سے دوستوں کو یا تو روزہ رکھنا یاد نہیں رہا یا انہوں نے اس روزہ کی اہمیت کو پورے طور پر سمجھا نہیں۔ قادیان میں آٹھ ہزار احمدی آبادی ہے۔ بے شک ان میں نابالغ بھی ہیں معذور بھی ہیں۔ بیمار بھی ہیں۔ بوڑھے بھی ہیں۔ عورتیں بھی ہیں اور پھر کچھ لوگ سفر پر گئے ہوئے ہونگے۔ مگر پھر بھی پانچ سو بہت تھوڑی تعداد ہے میرے پاس جو رپورٹ پہنچی تھی وہ تو چار سو لوگوں کے متعلق تھی۔ مگر چونکہ بعض رپورٹوں میں عورتوں کو گنتی میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ اور بعضوں کی رپورٹ [illegible] پاس بعد میں بھی آئی [illegible] میں نے اپنے ذہن میں یہ اندازہ لگایا ہے کہ قادیان میں قریباً ۵۰۰ لوگوں نے روزہ رکھا ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ تعداد اس بات کو ظاہر نہیں کرتی کہ لوگوں نے میری ہدایت پر پوری طرح عمل کیا ہے۔ شائد اس کی یہ وجہ ہو کہ اخبار والوں نے لوگوں کو بار بار جگایا

اور ہوشیار نہیں کیا۔ مگر میں سمجھتا ہوں مومن کو بار بار جگانے اور ہوشیار کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کونسے اخبار ہوا کرتے تھے مگر لوگ پھر بھی شوق سے عمل کرتے تھے بلکہ اخباروں نے تو موجودہ زمانہ میں میرے نزدیک لوگوں کو سست کر دیا ہے۔ بہر حال قادیان میں سے قریباً پانچ سو آدمیوں نے روزہ رکھا اور گو یہ تعداد قادیان کی آبادی کے لحاظ سے کم ہو۔ مگر دنیا میں شاید ہی کسی اور جگہ بیک وقت اتنے آدمیوں نے حکومت برطانیہ کی کامیابی کے لئے کبھی روزہ رکھا ہو۔ میں تو خیال کرتا ہوں کہ شائد لنڈن میں بھی ایک دن میں پانچ سو آدمیوں نے اس غرض کے لئے روزہ نہیں رکھا ہوگا اور اگر ساری جماعت کے روزے شمار کئے جائیں تو ہزاروں تک تعداد پہنچ گئی ہوگی۔ پس ہماری یہ قربانی معمولی قربانی نہیں۔ بلکہ دنیا کی تمام قوموں یہاں تک کہ انگریزوں کی قربانی سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔

جیسا کہ اعلان کیا جا چکا ہے۔

آج

جمعہ کی نماز کی آخری رکعت میں

رکوع کے بعد کے قیام میں میں دعا کروں گا کہ اللہ تعالےٰ موجودہ جنگ کے شدید نتائج سے دنیا کو محفوظ رکھے اور ایسے نتائج پیدا فرمائے۔ جو اسلام اور احمدیت کے لئے مفید ہوں۔ نیز ہماری جماعت کو ان ابتلاؤں سے بچائے جو ہماری حد برداشت سے باہر ہوں اور ایسی سہولتیں پیدا فرمائے کہ ہم ان کاموں کے کرنے سے پیچھے نہ رہ جائیں جو اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے خدا تعالےٰ نے مقرر فرماتے ہیں۔ ہمارا خیال یہی ہے کہ

اسلام اور احمدیت کا فائدہ انگریزوں کی فتح میں ہے

اگر ہمارا یہ خیال غلط نہیں تو خدا انگریزوں کو فتح دے اور لڑائی کو ایسی حالت میں ختم کرے جو اسلام اور احمدیت کے لئے مفید ہو۔

پس میں اس رنگ میں دعا کرونگا دوستوں کو چاہیئے کہ وہ بھی میرے ساتھ اس دعا میں شامل ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر جمعہ کے روز جمعہ کے شروع ہونے سے لے کر نماز جمعہ کے اختتام تک ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ جس میں مومن بندہ اللہ تعالےٰ سے جو دعا بھی کرتا ہے وہ قبول کر لی جاتی ہے اسی لئے میں نے اس دعا کے لئے نماز جمعہ کی دوسری رکعت رکھی ہے اور میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جمعہ کے دن قبولیت دعا کی جو گھڑی آتی ہے آج وہ اپنے فضل سے اسی وقت لائے جب ہم سب مل کر اس سے حضور دعا کر رہے ہوں۔

مقامی تبلیغ کی سہ ماہی رپورٹ

سات سو اشخاص نے بیعت کی

امسال یکم اپریل ۱۹۴۱ء تک صیغہ مقامی تبلیغ کی کوششوں اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے سات سو اشخاص نے بیعت کی ہے۔ اللھم زد فزد۔ پچھلے سال تمام سال کی بیعت ۱۲۰۰ تھی۔ امسال موجودہ اعداد وشمار کو ملحوظ رکھتے اور اللہ تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے امید کی جا سکتی ہے کہ سال تمام میں اڑہائی ہزار آدمی انشاء اللہ تعالےٰ بیعت کرے گا۔

لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ اس وقت احباب کی طرف سے جو امداد ہمیں دی جا رہی ہے وہ نہ صرف قائم رکھی جائے۔ بلکہ اس کو مزید ترقی دی جائے۔ ہمارے پروگرام کے مطابق علاوہ پیڈ مبلغین کے پچاس والنٹیرز کا ہر وقت میدان عمل میں موجود ہونا ضروری ہے۔ اس لئے دوستوں سے درخواست ہے کہ وہ وقت نکال کر جب بھی ان کو دوران سال میں فرصت ملے پندرہ دن سے کے ایک ماہ تک مقامی تبلیغ کے لئے وقف کریں۔ اور گورداسپور کے ضلع کے کسی ایک گاؤں میں آ کر تبلیغ کا فریضہ ہمارے پروگرام کے مطابق ادا کریں۔

اس وقت جو حالات پیدا ہو رہے ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے ہماری طرف سے کوشش اور جد وجہد طاقت کے مطابق قائم رکھی جانی ضروری ہے اگر اعدوا لھم ما استطعتم کے مطابق جماعت کی طرف سے اپنے فرض کو ادا کیا جائے۔ تو ان کید الشیطان کان ضعیفا کے مطابق دشمن احمدیت مایوس اور ناکام ہو جائے گا۔ اور وہ دن قریب ہیں کہ ہم یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینگے انشاء اللہ۔ (انچارج مقامی تبلیغ)

خریداران الفضل "خطبہ نمبر" جن کے وی۔پی ہونگے

خطبہ نمبر کے جن خریداروں کا چندہ ختم ہے۔ یا ان کے ذمے کچھ بقایا ہے۔ انکی فہرست درج ذیل کی جاتی ہے۔ تمام خریدار اپنا اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ محاسب بھیجدیں۔ ورنہ عدم وصولی کی صورت میں ان کے نام اگلا خطبہ نمبر وی۔پی کیا جاوے گا۔ جس کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ (منیجر)

۶۸ مولوی عطاء اللہ صاحب
۸۰ سری کرشنا صاحب
۱۰۷ محمد حسین صاحب
۳۸۲ عبد المجید صاحب
۵۰۱ چوہدری محمد حسین صاحب
۵۱۵ مستری مولا بخش صاحب
۶۴۲ چوہدری ولی داد صاحب
۶۵۴ محمد عرفان صاحب
۶۵۷ بشیر احمد صاحب
۶۵۸ انڈین سپورٹس کلب
۶۶۷ محمد ابراہیم صاحب
۶۷۰ سید محمود احمد شاہ صاحب
۶۷۱ شوکت علی صاحب
۶۷۳ غلام محمد صاحب
۶۸۰ مولوی محمد حسین صاحب
۷۰۷ ایم۔اے قریشی صاحب
۷۱۱ چوہدری محمد الدین صاحب
۷۳۰ رحمت علی صاحب
۷۳۶ چوہدری عبد السلام صاحب
۷۳۸ محمد اسلم صاحب
۷۴۰ زین العابدین صاحب
۷۴۴ عبد الحمید صاحب
۷۴۸ مرزا محمد صدیق بیگ صاحب
۷۵۱ سکرٹری تبلیغ جماعت
۷۵۷ چوہدری عزیز الرحمن صاحب
۷۷۴ اہلیہ حضرت میر ظہور حسن صاحب

۷۷۵ شیخ غلام رسول صاحب
۷۹۴ بشیر الدین احمد صاحب
۸۱۱ شیخ فیروز الدین صاحب
۸۲۰ خواجہ ظہور الدین صاحب
۸۲۸ محمد شمس الدین صاحب
۸۲۹ چوہدری غلام احمد صاحب
۸۳۵ بابو خواج محمد صاحب
۸۴۴ شیخ محمد ظہور الدین صاحب
۸۴۷ فضل الرحمن صاحب
۸۵۱ مرزا منور علی صاحب
۸۵۴ شیخ فضل حق صاحب
۸۵۸ ولی محمد صاحب
۸۶۲ علی محمد صاحب
۸۶۶ عمر علی خانصاحب
۸۷۲ خانصاحب احمد خاں صاحب
۸۷۴ چوہدری احمد الدین صاحب
۸۷۵ ابو ارشاد احمد صاحب
۸۷۶ مرزا مولا بخش صاحب
۸۷۸ رحمت اللہ صاحب
۸۸۲ چوہدری محمد علی صاحب
۸۸۳ محمد احمد صاحب
۸۸۴ لائبریری ر
۸۸۶ عبد الغفور صاحب
۸۸۷ دوست محمد صاحب
۸۸۸ محمد سعید صاحب
۸۸۹ چوہدری اللہ دتا صاحب

۸۹۰ چوہدری جگ دتہ صاحب
۸۹۱ احمد یار صاحب
۸۹۲ محمد حیات خانصاحب
۸۹۳ صوبیدار مظفر خان صاحب
۸۹۴ سبحان علی صاحب
۸۹۵ چوہدری عبد الحمید صاحب
۸۹۷ ایم فرمان علی صاحب
۸۹۹ عنایت اللہ صاحب
۹۰۴ محمد شفیع صاحب
۹۱۰ چوہدری عدالت خان صاحب
۹۱۱ ایس قمر علی صاحب
۹۱۲ محمد شریف صاحب
۹۱۴ نذیر احمد صاحب
۹۱۵ فضل محمد صاحب
۹۱۶ علی محی الدین صاحب
۹۲۶ مولوی شیخ رحیم بخش صاحب
۹۲۷ قریشی صلاح الدین احمد صاحب
۹۳۰ میجر علی احمد صاحب
۹۳۳ محمد یٰسین صاحب
۹۳۶ غازی محمد اسماعیل صاحب
۹۳۷ حکیم محمد قاسم صاحب
۹۴۲ فیروز الدین صاحب
۹۴۴ میر فضل الدین صاحب
۹۴۹ عبد الصمد صاحب
۱۰۱۱ ڈاکٹر محمد موسےٰ صاحب
۱۰۱۳ ایس۔ایم۔مظفر "

نفع مند کام پر روپیہ لگانے والوں کیلئے عمدہ موقعہ

جو دوست اپنا روپیہ کسی نفع مند کام پر لگانا چاہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ ایسا روپیہ جائیداد کی کفالت پر لیا جائیگا۔ جو ہر طرح سے محفوظ ہوگا۔ اور نفع لائیگا۔ مجلس مشاورت پر تشریف لانے والے احباب مجھ سے ملکر بالمشافہ فیصلہ فرما سکتے ہیں۔ فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۸ اپریل یوگوسلاوی گورنمنٹ بلغراد سے بھاگ کر ساٹھ میل جنوب کے ایک شہر نانکس کناک میں چلی گئی ہے برطانی اور امریکن سفارتیں بھی ساتھ ہی منتقل ہوگئی ہیں۔

لنڈن ۸ اپریل اطالویوں کا بیان ہے کہ انہوں نے لیبیا پہ بندرگاہ دیرنہ پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ دیرنہ بن غازی سے ساٹھ میل مشرق میں واقعہ ہے۔

لنڈن ۸ اپریل - ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ماہ مارچ میں برطانیہ پر ہوائی حملوں سے ۴۲۵۹ اشخاص ہلاک اور ۵۵۵۷ زخمی ہوئے۔

لنڈن ۸ اپریل - برطانوی حکومت کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ جنگ کے پہلے اٹھارہ ماہ میں برطانیہ کا کل خرچ ۴ ارب ۶۵ کروڑ پونڈ ہے

استنبول ۸ اپریل معلوم ہوا ہے کہ رومانیہ نے ترکی کو تیل مہیا کرنا بند کر دیا ہے۔ اور اس کی وجہ اپنی ضرورت بیان کی ہے

قاہرہ ۸ اپریل - عراق کا ریجنٹ بھاگ کر بصرہ پہنچ گیا ہے - اس نے اہل ملک سے اپیل کی ہے کہ نئی حکومت سے تعاون نہ کریں۔ عراق میں بہت سی گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ سابق ارکان حکومت اور سیاستدان ملک سے بھاگ رہے ہیں۔ سید رشید علی نے خالص فوجی وزارت بنالی ہے ملک کے سیاستدانوں کی حمایت اسے حاصل نہیں۔ صرف بعض فوجی اس کے حامی ہیں۔ برطانیہ اور ترکی کی حکومتوں نے نئی حکومت کو ابھی تسلیم نہیں کیا۔

انقرہ ۱ اپریل - ترکی کی کیبنٹ کا کل اجلاس ہوا ہے جس میں مشرقی تھریس کے خالی ہو جانے سے پیدا شدہ صورت حالات پر غور کیا گیا۔ ترکی اور یونان کے درمیان آمد و رفت بند ہوگئی ہے۔ جرمنوں نے ایک شہر الیگزینڈرا پر قبضہ کر لیا ہے۔ جو ترکی کی سرحد سے بارہ میل ہے۔ امریکن اخبارات کی اطلاع ہے کہ یونانی اب سالونیکا خالی کر رہے ہیں

لنڈن ۹ اپریل - جرمنی کی سرکاری نیوز ایجنسی کا بیان ہے۔ کہ یوگوسلاویہ کے دو اہم شہروں پر ان کا قبضہ ہوگیا ہے۔ بلغاریہ کی طرف سے بڑھنے والی فوجوں نے دریائے ڈینیوب کو پار کر کے شہر اکیبا پر قبضہ کر لیا ہے۔ رومانیہ کی سرحد سے آنے والی فوجیں بھی کئی جگہ بڑھ گئی ہیں۔

انقرہ ۹ اپریل۔ بلغاریہ کی فوجیں بھی بلقان کی جنگ میں جرمن فوجوں کا ساتھ دے رہی ہیں۔ یوگوسلاویہ کے طیاروں نے پیچ پر شدید حملہ کیا۔ یہ ہنگری کا ایک صنعتی شہر ہے۔ یوگوسلاو فوجوں نے ڈالمیشیا کے کنارے کی ایک بندرگاہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اطالویوں کا بہت سا سامان بھی ان کے قبضہ میں آیا۔

دہلی ۹ اپریل حکومت ہند نے ہنگری کو دشمن ملک قرار دیدیا ہے

لنڈن ۹ اپریل - برطانی طیاروں نے کل پھر کیل پر حملہ کیا - پرسوں کے حملہ میں بھی کافی نقصان ہوا - جرمن ریڈیو نے تسلیم کر لیا ہے - کہ دو جگہ زبردست آگ بھڑک اٹھی - جرمن طیاروں نے کل برطانیہ میں کوونٹری پر شدید حملہ کیا - جو کئی گھنٹے جاری رہا کافی جانی و مالی نقصان ہوا۔

لنڈن ۹ اپریل حکومت کینیڈا نے اعلان کیا ہے - کہ فوج کے لئے ۲۷ ہزار ہوائی فوج کے لئے ۵۳ ہزار اور سمندری بیڑہ کے لئے ۹ ہزار اشخاص درکار ہے۔

لنڈن ۹ اپریل مسٹر چرچل پارلیمنٹ میں ایک ریزولیوشن پیش کرنے والے ہیں جس میں ان کامیابیوں کو سراہا گیا ہے۔ جو برطانی فوجوں نے شمالی افریقہ - یونان اور بحیرہ روم میں حاصل کی ہیں - وزیر ہند نے ہندوستانی فوجوں کی تعریف کی اور ان کے کارناموں کی بعض مثالیں پیش کیں۔

لنڈن ۹ اپریل - ناروے کے بادشاہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ہمارا ملک ضرور آزاد ہوگا - آج ناروے پر جرمن قبضہ پر ایک سال پورا ہوگیا ہے - نازی افسروں نے اس موقعہ پر ہر قسم کے مظاہروں کی ممانعت کر دی ہے اور کہا ہے کہ خلاف ورزی کی صورت میں موت کی سزا دی جائیگی

لنڈن ۹ اپریل بلقانی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ جرمن فوجیں سالونیکا پہنچ گئی ہیں - اور سالونیکا کے شہر میں بھی داخل ہو چکی ہیں۔ تھریس کی یونانی افواج ملک کے باقی حصہ کی فوجوں سے کٹ گئی ہیں - جنوبی یوگوسلاویہ میں فوجیں پیچھے ہٹ چکی ہیں - انگریزی فوجوں نے پہلے ہی ایسی جگہوں پر ڈیرے ڈالے تھے - جہاں سے وہ زیادہ سے زیادہ مدد دے سکیں - جس روز لڑائی شروع ہوئی - چالیس سے ساٹھ ہزار تک برطانی فوج سالونیکا کے علاقہ میں جمع ہوگئی تھی - مگر بعد میں یہی مناسب سمجھا گیا - کہ اس علاقہ میں مدافعت نہ کی جائے نازی یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں - کہ برطانی فوجیں فوراً ہی یونان میں پہنچی ہوئی تھیں - حالانکہ وہ ۶ اپریل کو وہاں گئی ہیں - پہلے تو صرف برطانی ہوائی بیڑہ یونانی فوجوں کی مدد کر رہا تھا۔

ایتھنز ۹ اپریل - برطانی ہیڈ کوارٹرز سے اعلان کیا گیا ہے - کہ کل گو موسم خراب تھا پھر بھی انگریزی طیاروں نے جنوبی یوگوسلاویہ میں دشمن کے موٹر دستوں اور فوجی لاریوں پر شدید بمباری کی اور سخت نقصان پہنچایا - سب جہاز سلامتی سے واپس آگئے۔

لنڈن ۹ اپریل جنوبی یوگوسلاویہ میں سلاوی فوجوں کے پیچھے ہٹنے سے سٹروما کی وادی میں یونانی افواج کے ایک بازو پر جرمن دباؤ بہت بڑھ گیا ہے - یونانی مورچوں کے پیچھے جرمن پیراشوٹ اتارے گئے ہیں۔ بلغراد ریڈیو نے پھر کام شروع کر دیا ہے - اس کا بیان ہے کہ اتوار کو جو حملے اس شہر پر ہوئے - ان میں سینکڑوں شہری مارے گئے اور تین ہزار زخمی ہوئے - حملے نہایت بیدردی سے کئے گئے - شہر کا بڑا حصہ کھنڈر بن چکا ہے۔ پبلک ہیلتھ کا وزیر بھی مارا گیا ہے - مالی نقصان بھی بے شمار ہوا ہے۔

لنڈن ۹ اپریل - اریٹریا میں مصوع پر برطانی فوجوں کا قبضہ ہو چکا ہے - اب اس علاقہ میں صرف ایک بندرگاہ اطالویوں کے قبضہ میں رہ گئی ہے - اس علاقہ کی برطانوی افواج کو اب شمالی افریقہ کی فوجوں کی مدد کے لئے بھیجی جاسکے گی۔

دہلی ۹ اپریل - ہندوستان میں ہر ہفتہ فوجی لاریوں کے ۲۵۰ ڈھانچے تیار ہو رہے ہیں۔

دہلی ۹ اپریل - آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس مدراس میں ہو رہا ہے - سر سکندر حیات اس میں شامل نہ ہو سکیں گے - کیونکہ ان کو بعض ضروری کام ہیں۔

لنڈن ۹ اپریل مسٹر ایمری وزیر ہند نے ایک تقریر میں کہا ہے - کہ ہندوستان نے اس لڑائی میں جو گراں قدر امداد دی ہے اس سے ثابت ہوگیا ہے کہ برطانی ملکوں کی برادری میں اس کا یہی درجہ ہونا چاہئے - جو برطانیہ کا ہے

لنڈن ۹ اپریل امریکہ کے بحری کمیشن کے چیئرمین نے کہا ہے کہ امریکہ برطانیہ کو ۹۵ تجارتی اور ۹۱۳ جنگی جہاز دیگا - امریکہ ۳۵ لاکھ ٹن وزنی جہاز فراہم کر سکتا ہے اور اس طرح برطانیہ کو ہر ۳۰ لاکھ ٹن وزنی جہاز دستیاب ہو سکتے ہیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا - ایڈیٹر غلام نبی